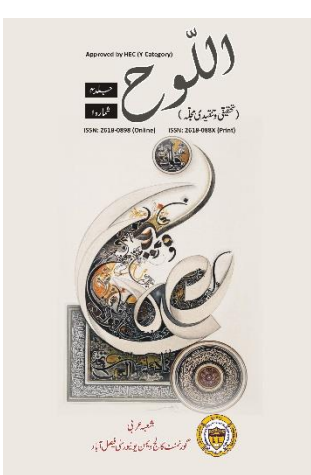
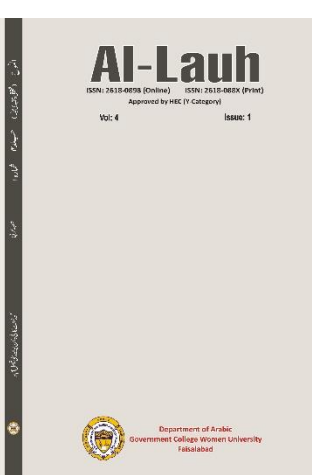


		 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License 
Al-Lauh Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2618-088X. (E) 2618-0898 Project of Govt. College Women University Faisalabad, Madina Town, Faisalabad, Pakistan. Website: www.allauh.com Approved by Higher Education Commission Pakistan Indexing: Euro Pub, Journal Factor, DOAJ, DRJI, Urdu Jaraid, Asian Research Index		
TOPIC فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ <i>A Research Analysis of Hifz al-Nafs in the Context of Fi Zilal al-Quran</i>		
AUTHOR 1. Muhammad Abdul Rehman Nafay, Research Scholar, GC University, Lahore 2. Dr. Uzma Saffat, Assistant Professor, GC University, Lahore		
How to Cite: https://allauh.pk/ https://allauh.pk/index.php/allauh/issue/view/4 Vol. 4, No.1 January to June 2025 Published online: 30-06-2025		

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ A Research Analysis of Hifz al-Nafs in the Context of Fi Zilal al-Quran

محمد عبدالرحمن نافع^۱

ڈاکٹر عظمیٰ صفت^۲

Abstract:

This article examines one of the fundamental objectives of Shariah (Maqasid al-Shariah) using Syed Qutb Shaheed's interpretation in Fi Zilal al-Quran, which is the protection of life (Hifz al-Nafs). The research explores this fundamental principle of Islamic law and its applicability to contemporary society. In his view, Islam as a religion attempts to protect human life through establishing justice, fighting against oppression, and ensures a dignified status to each individual in society. In "Fi Zilal al-Quran," he outlines the Quranic commands for not killing, committing injustice, or socially exploiting other people and calls to create an ideal society where there is moral and legal life valorization. Syed Qutb states that the Islamic laws such as retributive justice (Qisas) and social aid policies are crucial for protecting the sanctity of life. He is critical of the systems which treat human beings as commodities and warns against the materialistic attitudes towards life which result in the degradation of society. His reasoning corresponds to the general Islamic view of not only issuing each and everyone protection and security, but also dignity and making it their foundational basis for unjust and moral society.

The study concludes that Syed Qutb's interpretation of one objective of Shariah, which emphasizes social justice and divine sovereignty as the pillars of Islamic governance, provides a novel yet practical approach to applying Islamic principles in modern sociopolitical contexts.

Keywords: Maqasid al-Shariah, Syed Qutb, Fi Zilal al-Quran, Islamic Law, (Hifz al-Nafs), Social Justice, Life protection.

تمہید

قرآن مجید صرف ایک مقدس کتاب نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جو انسان کی رہنمائی کے لیے نازل کی گئی ہے۔ اس کی تعلیمات ہر دور اور ہر معاشرے کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ ان تعلیمات کو عام فہم انداز میں پیش کرنے اور ان کی تفہیم کو آسان بنانے کے لیے متعدد مفسرین نے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں۔ انہی میں ایک اہم نام سید قطب شہید کا ہے، جنہوں نے اپنی مشہور تفسیر "فی ظلال القرآن" میں قرآن کی آیات کو ایک منفرد ادبی و فکری انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ تفسیر قرآن کریم کو محض ایک مذہبی صحیفہ کے طور پر نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت کے طور پر پیش کرتی ہے جو فرد، معاشرہ اور عالمی نظام پر اثر انداز ہوتی ہے۔ سید قطب نے اپنے مخصوص اسلوب میں قرآنی آیات کو سماجی، روحانی اور فکری تناظر میں بیان کیا اور جدید دور میں درپیش چیلنجز کا حل قرآنی تعلیمات کی روشنی میں تلاش کرنے کی کوشش کی۔

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ اللوح، شماره ۴، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء)

"فی ظلال القرآن" محض ایک تفسیری کاوش نہیں بلکہ اسلامی نظریات، تحریک اور عمل کا مجموعہ ہے۔ سید قطب نے اس میں نہ صرف قرآنی الفاظ و معانی کی وضاحت کی بلکہ اسلامی تہذیب و تمدن، عقائد، شریعت، اور اسلامی ریاست کے خدوخال پر بھی گہرے تجزیے پیش کیے۔ وہ قرآن کو ایک تحریکی اور انقلابی کتاب کے طور پر دیکھتے ہیں، جو فرد کے باطن سے لے کر اجتماعی زندگی تک ہر پہلو کو متاثر کرتی ہے یہ تفسیر اپنے طرز بیان، ادبی حسن، اور فکری گہرائی کے لحاظ سے دیگر تفاسیر سے منفرد مقام رکھتی ہے۔¹

اسلامی شریعت محض قوانین کا مجموعہ نہیں، بلکہ ایک جامع نظام حیات ہے جو انسانی فلاح و بہبود کو یقینی بنانے کے لیے تشکیل دیا گیا ہے۔ مقاصد شریعہ دراصل وہ اعلیٰ اہداف ہیں جن کے تحت اسلامی قوانین وضع کیے گئے ہیں۔ یہ مقاصد پانچ بنیادی اصولوں پر مشتمل ہیں: حفظِ دین (مذہب کا تحفظ)، حفظِ نفس (جان کا تحفظ)، حفظِ عقل (عقل و شعور کا تحفظ)، حفظِ نسل (نسب و خاندان کا تحفظ) اور حفظِ مال (معاشی وسائل کا تحفظ)۔

ان مقاصد کا اصل ہدف عدل و انصاف، انسانی حقوق، سماجی استحکام اور فلاحی ریاست کا قیام ہے، جہاں ہر فرد کو اس کا جائز حق ملے اور معاشرہ اخلاقی و روحانی ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔ سید قطب کی تفسیر "فی ظلال القرآن" میں بھی شریعت کے ان مقاصد کو اجاگر کیا گیا ہے، جہاں وہ اسلامی نظامِ زندگی کی وضاحت کرتے ہوئے قرآن کی عملی تطبیق اور شریعت کی روحانی و سماجی اثر پذیری پر زور دیتے ہیں۔ اسلامی شریعت میں حفظ النفس یعنی جان کی حفاظت بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے۔ اسلام انسانی زندگی کو سب سے زیادہ قدر و منزلت دیتا ہے اور اس کے تحفظ کے لیے سخت احکام وضع کیے گئے ہیں۔ قتل و خونریزی کی ممانعت، قصاص و دیت کے قوانین، طبی سہولیات کی فراہمی، اور خودکشی و ظلم سے روکنے جیسے احکام اسی مقصد کے تحت دیے گئے ہیں۔

اس آرٹیکل میں حفظ النفس کے مفہوم، اس کی قرآنی و فقہی بنیادوں، اسلامی شریعت میں اس کے عملی نفاذ اور سید قطب کی تفسیر "فی ظلال القرآن" میں اس کی تشریح و تطبیق کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔ اور کس طرح انہوں نے قرآنی آیات کو اجتماعی فلاح، عدل و انصاف اور اسلامی احیاء کے لیے بنیاد بنایا۔

مقاصد الشریعہ کی تعریف

لغوی معنی: لفظ "شریعت" (شریعة) عربی کی اصل "شرع" (شرعہ) سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب ہے "مشورہ دینا" یا "قانون سازی کرنا"۔² یہ ایک صاف سیدھا راستہ، پانی کے منبع کی طرف جانے والے راستے کے مترادف ہے، جو زندگی کے ایک ایسے راستے کی علامت ہے جو روحانی اور اخلاقی ترکیب کی طرف

1۔ تفسیر فی ظلال القرآن، جلد سوم، ص 2

2۔ شریعة ایضاً شرع (مصدر فی الاصل) والديانة الاسلامية " دائرة المعارف الاسلامية (عربی) (۱۳/۲۴۲، الجنه، الترجمہ 1933ء

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ لوح، شماره ۳، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء) لے جاتا ہے۔¹
القرآن:

”ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ.“²

(پھر ہم نے آپ کو (دین کے) معاملے میں ایک طے شدہ طریقہ پر ڈال دیا، لہذا اس کی پیروی کرو اور ان لوگوں کے میلان کی پیروی نہ کرو جو نہیں جانتے۔)

حدیث:

”وَمِنْ مَّالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُّرْسَلًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمُ بِهِمَا: كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ“³
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے : کتاب اللہ اور میری سنت۔)

حفظ النفس کا تعارف

تعریف اور اہمیت

اسلامی فقہ میں، حفظ النفس (زندگی کا تحفظ) ان پانچ ضروری مقاصد (مقصد الشریعہ) میں سے ایک ہے جو اسلامی قانون کی بنیاد بناتے ہیں۔ یہ انسانی جان کی حرمت پر زور دیتا ہے اور ہر حال میں اس کی حفاظت کا حکم دیتا ہے۔ قرآن بار بار انسانی زندگی کی قدر کی نشاندہی کرتا ہے، مومنوں کو عدل کو برقرار رکھنے، ظلم کو روکنے اور معاشرتی استحکام کو یقینی بنانے کا حکم دیتا ہے۔

حفظ النفس کے اصول پر روشنی ڈالنے والی سب سے گہری قرآنی آیات یہ ہے: ”جس نے کسی انسان کو قتل کیا، سوائے اس کے کہ قتل کے بدلے میں یا زمین میں فساد پھیلانے کے لیے، گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا، اور جس نے کسی کی جان بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کو بچایا۔“⁴

یہ آیت زندگی کے تحفظ کے لیے دی گئی الہی اہمیت اور ناحق قتل کے سنگین نتائج کو واضح کرتی ہے۔

حفظ النفس اور فی ظلال القرآن

- 1۔ اسلامی انسائیکلو پیڈیا، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، جلد ۱۱، ص ۴۸
- 2۔ الجاثیہ ۱۸:۴۵
- 3۔ التبریزی، محمد الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب ایمان کا بیان، کتاب و سنت کے ساتھ تمسک اختیار کرنے کا بیان، حدیث نمبر : ۱۸۶
- 4۔ سورة المائدة 5:32

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ، شمارہ ۴، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء)

فی ظلال القرآن میں، سید قطب حفظ النفس کے تصور کو محض جسمانی زندگی کے تحفظ کے طور پر نہیں بلکہ ایک جامع اصول کے طور پر بیان کرتے ہیں جو انصاف، انسانی وقار اور سماجی توازن کو یقینی بناتا ہے۔ قطب کے مطابق اسلامی تصور زندگی محض بقا سے آگے بڑھتا ہے۔ اس میں آزادی، وقار، اور اخلاقی سالمیت شامل ہے۔ وہ زور دے کر کہتے ہیں کہ جو معاشرے انصاف اور اخلاقی اقدار کو نظر انداز کرتے ہیں وہ بالآخر انسانی زندگی کو خطرے میں ڈالتے ہیں، جس سے افراتفری اور ظلم ہوتا ہے۔

سید قطب اپنی تفسیر فی ظلال القرآن میں حفظ النفس (تحفظ زندگی) کے تصور کو نہ صرف ایک قانونی اصول کے طور پر بلکہ اسلامی معاشرے کے ایک بنیادی ستون کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ روایتی تشریحات کے برعکس جو قتل کی ممانعت اور قصاص (انتقام) کے اطلاق جیسے قوانین کے ذریعے انفرادی زندگی کے تحفظ پر توجہ مرکوز کرتی ہیں، قطب اس بحث کو نظامی انصاف، حکمرانی، اور سماجی اخلاقیات تک پھیلاتے ہیں۔ 6 ان کا نقطہ نظر ذاتی، سماجی اور سیاسی جہتوں کو یکجا کرتا ہے، جو حفظ النفس کو ایک وسیع اصول بناتا ہے جس میں انسانی وقار، انصاف اور اخلاقی اقدار شامل ہیں۔

حفظ النفس کے بارے میں سید قطب کا منفرد نقطہ نظر

زیادہ تر کلاسیکی اسلامی اسکالرز نے حفظ النفس کی تشریح قانونی فریم ورک میں کی ہے، جس میں قتل کی سزا، خودکشی کی ممانعت، اور اپنے دفاع کے حق پر زور دیا گیا ہے۔ تاہم، سید قطب تعزیری پہلوؤں سے زندگی کی حفاظت کے سماجی، سیاسی اور اخلاقی پہلوؤں کی طرف توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ وہ دلیل دیتے ہیں کہ زندگی صرف ایک حیاتیاتی وجود نہیں ہے۔ بلکہ اسے انصاف، وقار اور مقصد کے ساتھ جینا چاہیے۔

سید قطب کے نزدیک جان کا تحفظ انصاف اور انسانی وقار کے تحفظ کے بغیر بے معنی ہے۔ وہ ان معاشروں پر تنقید کرتے ہیں جو قانونی اقدامات کے ذریعے زندگی کی حفاظت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن استحصال، جبر اور نظامی عدم مساوات کی اجازت دیتے ہیں، جو بالآخر انسانی زندگی کو تنزلی کا شکار کرتے ہیں۔ ان کی جامع تشریح حفظ النفس کو سیاسی نظم و نسق سے جوڑتی ہے، یہ دلیل دیتی ہے کہ ایک غیر منصفانہ نظام جو غربت، ظلم اور تشدد کی اجازت دیتا ہے شریعت کے اس بنیادی اصول کی خلاف ورزی کے لیے یکساں طور پر ذمہ دار ہے۔

تاریخی اور جدید سیاق و سباق میں حفظ النفس

پری ماڈرن (پرانا دور) سیاق و سباق

کلاسیکی اسلامی تہذیب میں، حفظ النفس کو انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کے تناظر میں سمجھا جاتا تھا۔ ابتدائی اسلامی قوانین نے قتل کے لیے سخت سزائیں قائم کیں، قتل کے لیے معاوضے (دیت) پر زور دیا، اور لوگوں کی فلاح و بہبود کو یقینی بنانے کے لیے زکوٰۃ جیسے سماجی بہبود کے نظام کو فروغ دیا۔ ان قوانین میں بنیادی طور پر جسمانی تحفظ پر توجہ دی گئی لیکن سید قطب کی طرح ساختی ناانصافیوں یا سیاسی جبر پر وسیع پیمانے پر بحث نہیں کی۔

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ اللوح، شماره ۴، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء)

روایتی علماء نے حکمرانوں کو زندگی اور انصاف کے محافظ کے طور پر دیکھا، لیکن ان کی تشریحات زیادہ تر نظامی عدم مساوات اور سماجی انصاف کی تحریکوں کے بجائے مجرمانہ انصاف اور انفرادی حقوق پر مرکوز تھیں۔ تاہم سید قطب نے بحث کو انفرادی جرائم سے بڑھ کر ریاستی سطح کے جبر تک بڑھایا، جہاں غیر منصفانہ طرز حکمرانی اور مادیت پسند نظریات انسانی زندگی کو بڑے پیمانے پر خطرے میں ڈالتے ہیں۔

جدید دور کا سیاق و سباق

سید قطب کی حفظ النفس کی تشریح جدید سیکولر طرز حکمرانی، مغربی سامراج اور مادیت پر ان کی تنقید میں گہری جڑی ہوئی ہے، جسے انہوں نے انسانی زندگی کو منظم طریقے سے کم کرنے والی قوتوں کے طور پر دیکھا¹۔ ان کا خیال تھا کہ سیاسی استبداد اور جبر: آمرانہ حکومتیں اور ظالم حکمران لوگوں کا استحصال کرتے ہیں، انہیں انصاف سے محروم کرتے ہیں، اور اختلاف کو دباتے ہیں، ساختی سطح پر حفظ النفس کی مؤثر طریقے سے خلاف ورزی کرتے ہیں۔

سرمایہ دارانہ اور صارفین پر چلنے والے معاشرے انسانی فلاح و بہبود پر دولت کو ترجیح دیتے ہیں، غربت، عدم مساوات، معاشی استحصال اور فاقہ کشی پیدا کرتے ہیں، جس سے زندگی کو بالواسطہ خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ اخلاقی اور سماجی تنزلی، خاندانی اقدار کا انحطاط، انفرادیت کا عروج اور اخلاقی بدعنوانی معاشرے میں تباہی کا باعث بنتی ہے، جو زندگی کے تحفظ کے بنیادی اصول کے متصادم ہے۔

سید قطب کی انقلابی تبدیلی کی دعوت

سید قطب کی تفسیر کے سب سے نمایاں پہلوؤں میں سے ایک اسلامی اصولوں کے لیے ان کا سرگرم عمل ہے۔ وہ صرف حفظ النفس کو ایک مذہبی نظریے کے طور پر بیان نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ، وہ زندگی کے تحفظ کے حقیقی معنی کو برقرار رکھنے کے لیے معاشرے کی مکمل تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ: صرف اسلامی نظام ہی زندگی کی صحیح معنوں میں حفاظت کر سکتا ہے، کیونکہ یہ انصاف، انصاف اور اخلاقی سالمیت کو یقینی بناتا ہے۔ ایک ایسا معاشرہ جو ظلم اور بدعنوانی کی اجازت دیتا ہے وہ حفظ النفس کی خلاف ورزی میں شریک ہے، خواہ ظاہری طور پر قتل اور خودکشی کی ممانعت ہو۔ اسلام صرف ایک روحانی عقیدہ نہیں ہے بلکہ ایک عملی نظام ہے جو انسانی وقار اور بھلائی کو خطرے میں ڈالنے والوں کو فعال طور پر چیلنج کرتا ہے۔

سید قطب اسلامی طرز حکمرانی کو ایک ایسے معاشرے کے قیام کے ایک ذریعہ کے طور پر دیکھتے ہیں جہاں زندگی کی تمام جہتوں میں نہ صرف جسمانی بقا بلکہ اخلاقی، روحانی اور سماجی بہبود کی بھی قدر ہو۔

فی ظلال القرآن میں حفظ النفس کی سید قطب کی تشریح روایتی قانونی نظریات سے یکسر انحراف ہے۔ وہ قتل کی ممانعت اور ذاتی تحفظ کو یقینی بنانے سے

1۔ روزنامہ پاکستان، مفسر قرآن سید کتب شہید تختہ دار پر، ریاض احمد چوہدری، ۳۱ اگست ۲۰۲۳

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ اللوح، شماره ۴، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء)

لے کر سماجی ناانصافی، معاشی استحصال اور سیاسی جبر کو چیلنج کرنے تک بحث کو وسعت دیتے ہیں۔ یہ تجزیہ اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ کس طرح سید قطب حفظ النفس کو نہ صرف ایک انفرادی فرض کے طور پر بلکہ ایک وسیع تر اسلامی تحریک کے طور پر انصاف، حکمرانی، اور معاشرتی تبدیلی کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ ان کا نقطہ نظر آج بھی متعلقہ ہے، کیونکہ جنگ، غربت، اور نظامی ناانصافی جیسے مسائل انسانی وقار اور فلاح و بہبود کو خطرہ بنا رہے ہیں۔

سید قطب کا استدلال ہے کہ "حفظ النفس" محض جسمانی بقا کے بارے میں نہیں ہے، بلکہ اس بات کو یقینی بنانے کے بارے میں بھی ہے کہ زندگی اسلام کے اصولوں کے مطابق گزاری جائے، جہاں انصاف، ہمدردی اور باہمی احترام کو برقرار رکھا جائے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ زندگی کے تحفظ سے متعلق قوانین سخت سزائیں نہیں ہیں بلکہ رحم اور معافی کے مواقع سے بھرے ہوئے ہیں، جو اسلام انصاف اور ہمدردی کے درمیان توازن کی عکاسی کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، انتقامی کارروائی کے متبادل کے طور پر خون کی رقم (دیت) کے الاؤنس کو مفاہمت اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہوئے زندگی کو محفوظ رکھنے کے طریقے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

اپنی تشریح میں سید قطب نے "حفظ النفس" کے وسیع تر مضمرات پر بھی تبادلہ خیال کیا ہے، جس میں کمزوروں کی حفاظت اور ایسے حالات پیدا کرنے کی کمیونٹی کی ذمہ داری شامل ہے جو غربت، ظلم و ستم یا نا انصافی کی وجہ سے ہونے والے جانی نقصان کو روکتی ہے۔ وہ زندگی کے تحفظ کو ایک اجتماعی ذمہ داری کے طور پر دیکھتے ہیں، جہاں پوری برادری اس بات کو یقینی بنانے کے لیے جوابدہ ہے کہ ہر فرد کی زندگی قابل قدر اور محفوظ ہو۔ "حفظ النفس" کی یہ تفہیم ایک منصفانہ اور مساوی معاشرے کی تشکیل میں فعال شمولیت کا مطالبہ کرتی ہے، جہاں اسلام کے اصول ہر سطح پر زندگی کے تحفظ اور اضافے کی رہنمائی کرتے ہیں۔

اپنی تفسیر کے ذریعے، سید قطب نے "حفظ النفس" کو ایک جامع تصور کے طور پر پیش کیا ہے جس میں افراد کے جسمانی تحفظ اور اخلاقی اور منصفانہ معاشرے کے فروغ دونوں شامل ہیں۔ انہوں نے اس خیال پر زور دیا کہ زندگی کا تحفظ صرف نقصان سے بچنے کے بارے میں نہیں ہے بلکہ ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کے بارے میں ہے جہاں اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہر زندگی کا احترام، قدر اور پرورش کی جائے۔ ان کا استدلال ہے کہ زندگی کا یہ تحفظ اپنی مرضی کی عکاسی کرتا ہے اور بطور مسلمان اپنے فرض کو پورا کرنے کا ایک بنیادی پہلو ہے۔ اس آرٹیکل میں حفظ النفس (تحفظ زندگی) سے متعلق قرآنی آیات کا جائزہ لیا گیا ہے جن کی تفسیر فی ظلال القرآن میں سید قطب نے کی ہے۔ اس کی تفسیر اس بات کی گہرائی سے فہم فراہم کرتی ہے کہ اسلام نہ صرف قانونی احکامات کے ذریعے بلکہ ایک منصفانہ سماجی نظام قائم کر کے انسانی زندگی کی حفاظت کرتا ہے۔ سید قطب ان آیات کو سیاسی انصاف، معاشی انصاف اور اخلاقی ذمہ داری سے جوڑتے ہوئے وسیع تناظر میں بیان کرتے ہیں۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ زندگی کا حقیقی تحفظ قتل کی ممانعت سے بڑھ کر ہے اور اس میں ظلم کا خاتمہ، انسانی

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ لوح، شماره ۳، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء)

وقار کو یقینی بنانا، اور لوگوں کا استحصال کرنے والے نظاموں کی مزاحمت شامل ہے۔ اپنی تشریح کے ذریعے، قطب حفظ النفس کو ایک فعال اصول کے طور پر پیش کرتے ہیں جس کے لیے اسلامی اقدار پر مبنی معاشرتی اصلاح اور حکومت کی ضرورت ہے۔ یہ بحث واضح کرے گی کہ وہ کس طرح محض جسمانی بقا اور انصاف، آزادی اور الہی مقصد کے ساتھ زندگی گزارنے کے درمیان فرق کرتا ہے، جیسا کہ قرآن کا ارادہ ہے۔

سورة المائدة:

”مَنْ أَجَلَ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ بَعَدَ ذَلِكَ فِي الْأَرْضِ لُمُسْرِفُونَ“¹

(اسی سبب سے، ہم نے بنی اسرائیل پر لکھا کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے کے بغیر یا زمین میں فساد (روکنے) کے علاوہ قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا، اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کی زندگی بخشی، اور ہمارے رسول ان کے پاس کھلے حکم لا چکے ہیں پھر بھی ان میں بہت سے لوگ اس کے بعد بھی زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں۔)²

اسلام میں انسانی زندگی کا تقدس

یہ آیت اس گہری قدر اور تقدس پر زور دیتی ہے جو اسلام انسانی زندگی پر رکھتا ہے۔ یہ آیت محض ایک قانونی ہدایت نہیں ہے بلکہ ایک اخلاقی حکم بھی ہے جو زندگی کی پائیز کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ آیت غیر منصفانہ قتل کے سنگین گناہ کو حل کرنے اور بغیر کسی وجہ کے جان لینے کی شدت کو ظاہر کرنے کے لیے نازل کی گئی تھی۔ اسلام میں زندگی کو ایک الہی بھروسہ سمجھا جاتا ہے، اور ہر انسان کو زندگی کا موروثی حق حاصل ہے جس کی حفاظت کی جانی چاہیے۔

حفظ النفس: زندگی کا تحفظ

حفظ النفس یا زندگی کا تحفظ شریعت کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے۔ زندگی کے تحفظ کو ایک بنیادی انسانی حق اور ایک بنیادی اصول کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو تمام اسلامی قانونی فیصلوں کی حمایت کرتا ہے۔ سورت المائدہ کی آیت اس اصول کے لیے سنگ بنیاد کے طور پر کام کرتی ہے، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک شخص کا غیر منصفانہ قتل پوری انسانیت کو قتل کرنے کے مترادف ہے، جبکہ ایک جان بچانا پوری انسانیت کو بچانے کے مترادف ہے۔³

حفظ النفس کا تصور محض قتل کی ممانعت سے بالاتر ہے۔ اس میں زندگی کے تحفظ کے لیے بنائے گئے اقدامات اور قوانین کا پورا دائرہ شامل ہے۔ اس میں

1. سورة المائدة 5:32

2. تفسیر تفہیم القرآن، سید ابو الاعلیٰ مودودی، ج ۲، ص ۱۱۳

3. فی ظلال القرآن، ۲:۴۹۲

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ اللوح، شماره ۳، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء)

نقصان کی ممانعت، نا انصافی کو روکنے کی ذمہ داری، منصفانہ قانونی عمل کے ذریعے انصاف کی فراہمی، اور ایک ایسے سماجی نظام کا قیام شامل ہے جو افراد کی فلاح و بہبود اور حفاظت کی حمایت کرتا ہے۔

قانونی اور اخلاقی اثرات

اس آیت کے قانونی مضمرات گہرے ہیں۔ اسلامی قانون قتل کے لیے سنگین نتائج کا حکم دیتا ہے، جو جرم کی سنگینی کی عکاسی کرتا ہے۔ قصاص (انتقامی کارروائی) کا اصول قتل کی صورت میں جان لینے کی اجازت دیتا ہے، لیکن صرف منصفانہ مقدمے کی سماعت اور سخت شرائط کے ساتھ تاہم، یہ آیت رحم اور معافی کا دروازہ بھی کھولتی ہے، کیونکہ متاثرہ کا خاندان مجرم کو معاف کرنے کا انتخاب کر سکتا ہے، جو انصاف اور ہمدردی کے درمیان اسلام کے توازن کی عکاسی کرتا ہے۔ مزید بر آں، یہ آیت ان غیر معمولی حالات کا خاکہ پیش کرتی ہے جن کے تحت جان لینا جائز ہو سکتا ہے، جیسے قصاص کے معاملات میں یا زمین میں بد عنوانی " سے نمٹنے کے دوران۔ یہاں تک کہ ان معاملات میں بھی مناسب عمل اور غیر منصفانہ یا ضرورت سے زیادہ سزا سے بچنے پر زور دیا جاتا ہے۔

آیت کی اخلاقی جہتیں بھی اتنی ہی اہم ہیں۔ یہ آیت ہر فرد کی دوسروں کے تئیں اخلاقی ذمہ داری کی ایک طاقتور یاد دہانی کا کام کرتی ہے۔ یہ اجتماعی ذمہ داری کے احساس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، جہاں ایک شخص کی بھلائی پوری بر اور ی کی بھلائی سے جڑی ہوتی ہے۔ یہ اجتماعی اخلاقی ذمہ داری اس بات کو یقینی بنانے تک پھیلی ہوئی ہے کہ انصاف کو برقرار رکھا جائے، کمزوروں کی حفاظت کی جائے، اور معاشرے کو اس طرح سے تشکیل دیا جائے جو جرائم اور نا انصافی کو روکتا ہے۔

تاریخی تناظر اور اسباق

تاریخی طور پر، یہ آیت بنی اسرائیل کے تناظر میں نازل ہوئی تھی، جس میں زندگی کے تقدس کے حوالے سے الہی رہنمائی کے تسلسل کو اجاگر کیا گیا تھا۔ یہ آیت ایک یاد دہانی کے طور پر کام کرتی ہے کہ زندگی کا تحفظ ایک عالمگیر اصول ہے جو وقت اور مذہبی حدود سے بالاتر ہے۔

اس تناظر میں بنی اسرائیل کے بارے میں قرآن کا حوالہ متعدد مقاصد کی تکمیل کرتا ہے۔ یہ مسلم برادری کو الہی احکام کے تسلسل اور ان کی خلاف ورزی کے نتائج کی یاد دلاتا ہے۔ یہ رہنمائی سے بھٹکنے کے خطرات کے خلاف انتباہ کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ پر زور دیتے ہوئے قرآن اس بات پر زور دیتا ہے کہ زندگی کا تحفظ ایک الہی فرمان ہے جو ہمیشہ خدا کے قانون کا مرکز رہا ہے۔

وسیع تر اخلاقی فریم ورک

حفظ النفس کا اصول اسلام کے وسیع تر اخلاقی ڈھانچے میں فٹ بیٹھتا ہے، جو نقصان کو روکنے اور اچھائی کو فروغ دینے پر مرکوز ہے۔ زندگی کا تحفظ صرف قتل کی ممانعت کے بارے میں نہیں ہے۔ اس میں ایک ایسا معاشرہ بنانا شامل

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ اللوح، شماره ۴، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء) ہے جہاں افراد محفوظ ہوں، انصاف قائم ہو، اور اچھی زندگی کے لیے حالات قائم ہوں۔

اس روشنی میں، سورت المائدہ کی آیت کو مسلم برادری کے لیے عمل کی اپیل کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ انصاف کے قیام، کمزوروں کے تحفظ اور ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جہاں زندگی کے تقدس کو برقرار رکھا جائے۔ اس میں نہ صرف قانونی نظام بلکہ سماجی، اقتصادی اور سیاسی ڈھانچے بھی شامل ہیں جو زندگی اور فلاح و بہبود کی حمایت کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر، اسلامی تعلیمات خوراک، پناہ گاہ اور صحت کی دیکھ بھال جیسی بنیادی ضروریات کی فراہمی کے ذریعے زندگی کے تحفظ کی وکالت کرتی ہیں۔ زکوٰۃ کا تصور اس بات کی ایک مثال ہے کہ کس طرح اسلامی قانون غریبوں اور کمزوروں کی ضروریات کو پورا کرنے کو یقینی بنا کر زندگی کی حفاظت کرنا چاہتا ہے۔

جدید ایلیکیشنز اور مطابقت

جدید دور میں، اس آیت سے اخذ کر وہ اصولوں کے دور رس مضمرات ہیں۔ زندگی کا تحفظ ایک ایسا اصول ہے جس میں سزائے موت، اپنے دفاع، جنگ اور امن جیسے مسائل پر عصری مباحثوں کی رہنمائی کی جانی چاہیے۔ یہ آیت حیاتیاتی اخلاقیات، صحت کی دیکھ بھال اور انسانی حقوق کے بارے میں بات چیت میں بھی مطابقت رکھتی ہے۔

مثال کے طور پر، صحت کی دیکھ بھال کے تناظر میں، حفظ النفس طبی دیکھ بھال تک رسائی فراہم کرنے اور صحت عامہ کے اقدامات کے ذریعے نقصان کو روکنے کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ تنازعہ کے تناظر میں، یہ آیت پر امن حل اور انصاف کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ایسے اقدامات میں ملوث ہونے سے پہلے محتاط غور و فکر کی ضرورت پر زور دیتی ہے جو جانی نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔ یہ آیت ایک ایسے منصفانہ قانونی نظام کی ضرورت کی بھی بات کرتی ہے جو زندگی کی حفاظت کرے۔ قتل یا شدید جرائم کے معاملات میں، قانونی نظام کو اسلام کی اخلاقی تعلیمات کے مطابق معافی اور مفاہمت کے امکان پر غور کرتے ہوئے انصاف کی فراہمی کو یقین بنانا چاہیے۔

سورة المائدہ کی آیت اور اس کی وضاحت زندگی کے تقدس کے بنیادی اسلامی اصول کی نشاندہی کرتی ہے۔ زندگی کا تحفظ حفاظت، شریعت کا بنیادی مقصد اور اسلامی اخلاقیات کا ایک اہم پہلو ہے۔ یہ اصول قرآن کی اس تعلیم میں جڑا ہوا ہے کہ ایک زندگی کو غیر منصفانہ طریقے سے لینا پوری انسانیت کو قتل کرنے کے مترادف ہے، جبکہ ایک زندگی بچانا پوری انسانیت کو بچانے کے مترادف ہے۔

اس اصول کے قانونی، اخلاقی اور سماجی مضمرات گہرے ہیں، جو انصاف، سماجی ذمہ داری اور حکمرانی کے لیے اسلامی نقطہ نظر کی تشکیل کرتے ہیں۔ یہ آیت زندگی کی قدر اور اس کی حفاظت اور تحفظ کی اجتماعی ذمہ داری کی لازوال یاد دہانی کا کام کرتی ہے۔ ایسی دنیا میں جہاں تشدد اور نا انصاف بہت عام ہیں، اس

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ اللوح، شماره ۳، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء)
آیت کی تعلیمات زندگی کے تقدس کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنے والے افراد
اور معاشروں کے لیے ایک طاقتور اور متعلقہ پیغام پیش کرتی ہیں۔
سورة الانعام:

”قُلْ تَعَالَوْا أَنَا ذُنُوبٌ قَدْ كُنْتُ فِيكُمْ أُلْهِمْتُكُمْ وَأَنَا فِيكُمْ ذُنُوبٌ قَدْ كُنْتُ فِيكُمْ أُلْهِمْتُكُمْ وَأَنَا فِيكُمْ ذُنُوبٌ قَدْ كُنْتُ فِيكُمْ
وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا
ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَضَاكُمُ
بِهِ أَعْلَمُ تَعْلَمُونَ“¹

(کہہ دو اؤ میں تمہیں سنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے،
یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، اور ماں باپ کے ساتھ
نیکی کرو، اور تنگدستی کے سبب اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم تمہیں
اور انہیں رزق دیں گے، اور بے حیائی کے ظاہر اور پوشیدہ کاموں
کے قریب نہ جاؤ، اور ناحق کسی جان کو قتل نہ کرو جس کا قتل اللہ
نے حرام کیا ہے، (اللہ) تمہیں یہ حکم دیتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ۔)²
سورت الانعام، آیت ۱۵۱، ان اصولوں کی ایک اہم عکاسی ہے جو خاندان، ذمہ
داری اور زندگی کے تقدس کے بارے میں اسلامی تفہیم کی رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ آیت
اہم موضوعات پر روشنی ڈالتی ہے، بشمول خاندانی ڈھانچے کی اہمیت، والدین اور
بچوں کے تئیں ذمہ داریاں، غیر منصفانہ قتل کے خلاف ممانعت، اور مسلم برادری
اور معاشرے پر ان تعلیمات کے وسیع تر اخلاقی اور سماجی اثرات۔

اسلام میں خاندانی نظام

خاندانی اکائی اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے، اور اس کی اہمیت پر قرآن میں
بار بار زور دیا گیا ہے۔ اسلام سکھاتا ہے کہ خاندان خدا کی یکسانیت، توحید کی بنیاد
پر بنایا گیا ہے۔ خدا کے اتحاد پر یہ یقین نہ صرف انسانوں اور ان کے خالق کے
درمیان روحانی تعلق قائم کرتا ہے بلکہ خاندان کے اندر تعلقات کی بنیاد بھی بناتا ہے۔
صورت انام کی آیت اس خیال کی نشاندہی کرتی ہے کہ خاندانی بند حن اور ذمہ داریاں
الہی طور پر طے شدہ ہیں اور رقم اور ہمدردی کی الہی صفات کی توسیع ہیں۔
بچوں کے لیے اللہ کا حکم ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ مہربان رہیں اور
والدین کے لیے اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرنا اس تفہیم میں جڑا ہوا ہے کہ یہ رشتے
صرف سماجی تعمیرات نہیں بلکہ مقدس بھروسہ ہیں۔ یہ باہمی تعلق خاندان اور
معاشرے کے استحکام اور ہم آہنگی کے لیے ضروری ہے۔

والدین کی ذمہ داری

اسلام اس احترام اور دیکھ بھال پر بہت زور دیتا ہے جو بچوں کو اپنے والدین
کے تئیں ظاہر کرنا چاہیے، خاص طور پر جب ان کی عمر بڑھتی ہے۔ یہ فرض نہ
صرف ایک سماجی ذمہ داری ہے بلکہ ایک مذہبی ذمہ داری ہے، جو بر اور است خدا
کی اطاعت سے منسلک ہے۔ اس آیت میں اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ والدین

1- سورة الانعام، ۶:۱۵۱

2- تفسیر تفہیم القرآن، سید ابو الاعلیٰ مودودی، ج ۲، ص ۵۹۳

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ اللوح، شماره ۴، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء)

کی دیکھ بھال کرنا، خاص طور پر جب وہ بڑھاپے تک پہنچ جاتے ہیں، ایک ذمہ داری ہے جسے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے پورا کیا جانا چاہیے۔ یہ دیکھ بھال ان قربانیوں کے لیے شکر گزاری کا اظہار ہے جو والدین اپنے بچوں کی پرورش میں کرتے ہیں اور اسے اللہ کی طرف سے اس کی تخلیق کی طرف بننے والی الہی رحمت کے تسلسل کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

قرآن مومنوں کو ہدایت دیتا ہے کہ دو غربت یا نقصان کے خوف کے بغیر اپنے والدین کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں، انہیں یقین دلاتے ہوئے کہ اللہ ہی حتمی فراہم کنندہ ہے۔ یہ یقین دہانی مالی بوجھ کے خوف کو کسی کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں رکاوٹ کے طور پر دور کرتی ہے، اس بات پر اور دیتی ہے کہ اللہ کا رزق سب کے لیے کافی ہے۔

بچوں کی ذمہ داریاں

جس طرح بچوں کی اپنے والدین کے لیے ذمہ داریاں ہوتی ہیں، اسی طرح والدین کی بھی اپنے بچوں کے لیے ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ اس میں ان کی فراہمی، ان کی پرورش اور عقیدے اور اخلاقیات کی اقدار کے ساتھ ان کی پرورش شامل ہے۔ یہ آیت غربت کے خوف سے بچوں کو قتل کرنے کے رواج کی شدید مذمت کرتی ہے، یہ رواج اسلام سے پہلے کے عرب میں رائج تھا۔ یہ ممانعت اس تفہیم پر مبنی ہے کہ زندگی مقدس ہے اور یہ کہ اللہ ہی تمام حیات کا پالنے والا ہے۔

غربت کے خوف سے بچوں کو قتل کرنے کے عمل کو ایک سنگین گناہ کے طور پر دیکھا جاتا ہے، کیونکہ یہ اللہ کی روزی پر عدم اعتماد کی عکاسی کرتا ہے۔ قرآن میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ اس طرح کا عمل ایک بڑا گناہ ہے، اور اسے تمام انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ یہ سخت مذمت معاشرے کے سب سے کمزور اراکین کی زندگیوں کے تحفظ کا کام کرتی ہے اور اس خیال کو تقویت دیتی ہے کہ معاشی مشکلات کو کبھی بھی اس طرح کے انتہائی اقدامات کا جواز پیش نہیں کرنا چاہیے¹

زندگی کی پاکیزگی

یہ آیت اسلام میں زندگی کے تقدس کے وسیع تر اصول کو بھی بیان کرتی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ بغیر کسی وجہ کے جان لینا ایک گھناؤنا جرم ہے، جو پوری انسانیت کے قتل کے برابر ہے۔ یہ اصول قرآن کے عالمی نظریے کی عکاسی کرتا ہے کہ تمام زندگی مقدس ہے کیونکہ اسے اللہ نے تخلیق کیا ہے۔ لہذا، زندگی کا حق ناقابل تنسیخ ہے، سوائے منصفانہ انتقام کے معاملے کے، جیسے کہ منصفانہ قانونی عمل کے ذریعے دی جانے والی سزائے موت کے تناظر میں۔

غیر منصفانہ قتل کے خلاف ممانعت مجموعی طور پر معاشرے کے تحفظ سے منسلک ہے۔ آیت اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ اس طرح کے جرائم صرف فرد کے خلاف نہیں بلکہ پوری برادری کے خلاف جرائم ہیں۔ ایک شخص کے قتل کو تمام

1۔ فی ظلال القرآن، ۲: ۱۰۹۸

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ اللوح، شماره ۴، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء)
انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیتے ہوئے قرآن انسانی زندگی کے باہمی تعلق اور
اس کی حفاظت کی اجتماعی ذمہ داری پر زور دیتا ہے۔

بڑے گناہوں کے درمیان تعلق

آیت میں، تین بڑے گناہوں کا اکثر ایک ساتھ ذکر کیا جاتا ہے : شرک (اللہ کے
ساتھ شریک جو رُنا) زنا اور قتل۔ یہ گناہ جڑے ہوئے ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک
قتل کی ایک شکل کی نمائندگی کرتا ہے۔ شرک کو ایک روحانی قتل کے طور پر
دیکھا جاتا ہے، کیونکہ یہ ایک سے خدا کی عبادت کی طرف روح کے فطری جھکاؤ
کو ختم کر دیتا ہے۔ زنا کو ایک سماجی قتل کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ
معاشرے کے اخلاقی تانے بانے میں خلل ڈالتا ہے اور خاندان کے تقدس کو مجروح
کرتا ہے۔ قتل لفظی طور پر جان لینا ہے، اور اس کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی
جاتی ہے۔

قرآن میں ان گناہوں کو یکجا کرنا اسلامی تعلیمات کی جامع نوعیت کو اجاگر
کرنے کا کام کرتا ہے، جہاں روحانی، سماجی اور جسمانی تندرستی قانون کے تحت
محفوظ ہے۔ ان میں سے ہر ایک گناہ الہی ترتیب سے انحراف کی نمائندگی کرتا ہے
اور اس کے انفرادی اور معاشرے دونوں کے لیے شدید نتائج ہوتے ہیں¹۔

انسانی زندگی اور وقار کا تحفظ

یہ آیت ایک واضح اصول قائم کرتی ہے : انسانی زندگی کو محفوظ اور عزت
دی جانی چاہیے۔ یہ اصول اسلامی قانونی اور اخلاقی نظام کے لیے بنیادی ہے، جہاں
زندگی کا تحفظ (حفظ النفس) شریعت کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے۔ کسی روح
کو غیر منصفانہ طریقے سے قتل نہ کرنے کی قرآن کی ہدایت ایک براہ راست حکم
ہے جس کا مقصد ایک منصفانہ اور پر امن معاشرے کا قیام ہے۔

یہ تحفظ محض جسمانی زندگی سے آگے بڑھتا ہے ؛ اس میں انسانی وقار کا
تحفظ بھی شامل ہے۔ قرآن سکھاتا ہے کہ ہر شخص کی فطری قدر اور وقار ہوتا ہے،
جس کا احترام اور تحفظ کیا جانا چاہیے۔ لہذا قتل کے خلاف ممانعت صرف جانی
نقصان کو روکنے کے بارے میں نہیں ہے بلکہ انسانوں کے وقار اور تقدس کو برقرار
رکھنے کے بارے میں بھی ہے۔

زندگی کے تحفظ میں انصاف کا کردار

قرآن میں انصاف ایک مرکزی موضوع ہے، اور اس کا زندگی کے تحفظ سے
گہرا تعلق ہے۔ یہ آیت اس بات پر زور دیتی ہے کہ زندگی صرف "مناسب حق کے
ساتھ لی جاسکتی ہے، جس کا مطلب ہے کہ زندگی لینے کا کوئی بھی عمل انصاف پر
مبنی ہونا چاہیے اور اسلامی قانون کے قائم کردہ قانونی اور اخلاقی اصولوں پر عمل
کرنا چاہیے۔ اس میں اس بات کو یقینی بنانا شامل ہے کہ مناسب عمل کی پیروی کی
جائے، ثبوت پیش کیے جائیں، اور متاثرہ اور ملزم دونوں کے حقوق کا تحفظ کیا
جائے۔

1۔ فی ظلال القرآن ۲:- ۱۱۰۱-۱۱۰۰

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ اللوح، شماره ۴، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء)

انصاف پر قرآن کا زور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ زندگی کے تقدس کو نہ صرف اصول میں بلکہ عمل میں بھی برقرار رکھا جائے۔ یہ حکم دے کر کہ زندگی صرف سخت شرائط میں ہی لی جا سکتی ہے، قرآن طاقت کے غلط استعمال اور انصاف کی اسقاط حمل کو روکنے کی کوشش کرتا ہے، جو بے گناہ جانوں کے ضیاع کا باعث بن سکتا ہے۔

سورت الانعام کی یہ آیت، زندگی کے تحفظ اور خاندان کے اندر ذمہ داریوں کے لیے ایک جامع رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ یہ زندگی کے تقدس، والدین اور بچوں کے تئیں اپنے فرائض کی تکمیل کی اہمیت اور غیر منصفانہ قتل کے خلاف ممانعت پر زور دیتا ہے۔ یہ تعلیمات صرف قانونی ہدایات نہیں ہیں بلکہ اسلام کے اخلاقی اور اخلاقی ڈھانچے میں گہری جڑیں ہیں، جو ایک منصفانہ اور رحم دل معاشرے کی تشکیل کے لیے کوشاں ہے۔

یہ آیت انسانی زندگی کے باہمی تعلق اور اس کی حفاظت کی اجتماعی ذمہ داری کی یاد دہانی کا کام کرتی ہے۔ انصاف، رحم اور ذمہ داری کے اصولوں کو برقرار رکھتے ہوئے، قرآن کا مقصد ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جہاں ہر فرد کی زندگی اور وقار کا احترام کیا جائے، اور جہاں معاشرے کی بنیاد کے طور پر خاندان کی حفاظت اور پرورش کی جائے۔ زندگی، خاندان اور معاشرے کے لیے یہ جامع نقطہ نظر الی حکمت اور ہمدردی کی عکاسی کرتا ہے جو اسلامی تعلیمات کو تقویت دیتا ہے اور ایک منصفانہ اور پر امن دنیا کے لیے خاکہ فراہم کرتا ہے۔

سورة المائدة:

”وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَن لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ“¹

(اور ہم نے ان پر اس کتاب میں لکھا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ ان کے برابر ہے، پھر جس نے معاف کر دیا تو وہ گناہ سے پاک ہو گیا، اور جو کوئی اس کے موافق حکم نہ کرے جو اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ظالم ہیں۔)²

سورت المائدہ کی یہ آیت، ایک وسیع تر گفتگو کا حصہ ہے جس میں تورات میں بنی اسرائیل کو دیئے گئے قوانین، خاص طور پر زندگی کے تحفظ کی خاطر انتظام اور انصاف سے متعلق قوانین کو خطاب کیا گیا ہے۔

قصاص (انتقام) کے تصور کا تعارف

قصاص اسلامی قانون میں ایک قانونی اور اخلاقی تصور ہے، جو عربی جز سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے "قریب سے پیروی کرنا" یا "ٹریک کرنا"۔ اس تناظر میں، یہ انتقامی انصاف کے اصول کی طرف اشارہ کرتا ہے، جہاں سزا براہ راست

1- سورة المائدة - ۵:۴۵

2- معرفة القرآن على كنز العرفان- جلد اول , ص ۲۸۷

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ اللوح، شماره ۳، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء)

جرم سے مطابقت رکھتی ہے۔ "آنکھ کے بدلے آنکھ کا خیال اسلام کے لیے منفرد نہیں ہے! یہ یہودیت جیسی قدیم ابراہیم روایات میں بھی موجود تھا۔ تاہم، اسلامی فقہ میں، قصاص ایک قانونی اصول سے زیادہ ہے اس کی گہری اخلاقی اور روحانی جہتیں بھی ہیں۔

اسلام میں قصاص کی قانونی بنیاد

اسلامی قانون، یا شریعت، قرآن، سنت (پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات) اور علما کے اتفاق رائے پر مبنی ہے۔ قرآن میں قصاص کا واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے، جو اسے قتل، جسمانی نقصان، یا جسمانی چوٹوں کے معاملات میں قانون کا بنیادی ذریعہ بناتا ہے زیر بحث آیت کو تورات میں دیئے گئے قوانین کے تسلسل اور توثیق کے طور پر نازل کیا گیا تھا لیکن اضافی دفعات اور ترمیمات کے ساتھ جو اسلامی اصولوں سے مطابقت رکھتے ہیں۔

مساوی بدلہ

یہ آیت ایک واضح حکم کے ساتھ شروع ہوتی ہے: "جان کے لیے جان، آنکھ کے لیے آنکھ، ناک کے لیے ناک، کان کے لیے کان و دانت کے لیے دانت، اور زخموں کے لیے برابر قانونی انتقام ہے۔" یہ بیان مساوی انتقام کے اسلامی اصول کی عکاسی کرتا ہے، اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ سزا جرم کے متناسب ہونی چاہیے۔ اسلامی فقہ میں، یہ اصول اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ انصاف بغیر کسی کمی کے انجام دیا جائے۔

جان کے لیے جان: آیت کا یہ حصہ انتظام کی سب سے شدید شکل ہے۔ جان بوجھ کر قتل کے معاملات میں، متاثرہ کے اہل خانہ کو قاتل کی پھانسی کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ تاہم، انہیں معاف کرنے کی ترغیب بھی دی جاتی ہے۔

آنکھ کے لیے آنکھ: اس سے مراد وہ معاملات ہیں جہاں کوئی شخص جان بوجھ کر کسی دوسرے شخص کی آنکھ کے ضائع ہونے کا سبب بنتا ہے۔ زخمی فریق کو یہ مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے کہ وہی چوٹ مجرم کو دی جائے۔

ناک کے لیے ناک، کان کے لیے کان، دانت کے لیے دانت، یہ جملے اس منطق کی پیروی کرتے ہیں جیسے "آنکھ کے لیے آنکھ"۔ وہ جسمانی نقصان کے لیے ایک واضح اور متناسب رد عمل قائم کرتے ہیں۔ زخم قانونی بدلہ ہے۔ قصاص کا تصور اعضاء یا اعضاء کے نقصان سے آگے بڑھ کر کسی بھی قسم کے جسمانی نقصان کو شامل کرتا ہے۔ زخمی فریق کو لگنے والی چوٹ کے لیے صحیح معاوضے کا حق ہے¹۔

معافی کی اخلاقی اور روحانی جہتیں

مساوی سزا کے اصول کو قائم کرنے کے بعد، یہ آیت ایک اہم اخلاقی اور روحانی جہت کا تعارف کراتی ہے: "لیکن جو شخص خیرات کے طور پر اپنا حق ترک کرتا ہے، یہ اس کے لیے کفارہ ہے۔"

1۔ فی ظلال القرآن، ۲:۵۲۶

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ اللوح، شماره ۴، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء)

خیرات کے عمل کے طور پر معافی: قرآن معافی اور رحم کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، یہاں تک کہ ان صورتوں میں بھی جہاں زخمی فریق کو انتقام کا حق حاصل ہے۔ معافی کو خیرات کے عمل کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جو گناہوں کے کفارہ کا باعث بن سکتا ہے۔

یہ ایک گہری اخلاقی تعلیم ہے، کیونکہ یہ معافی کے عمل کو روحانی سطح تک بلند کرتی ہے، جہاں معاف کرنے والے فرد کو اللہ کی طرف سے اجر دیا جاتا ہے۔

کفارہ کا تصور اسلام میں اہم ہے۔ اس سے مراد یہ خیال ہے کہ بعض نیک اعمال ماضی کے گناہوں کا کفارہ ادا کر سکتے ہیں۔ اس تناظر میں، مجرم کو معاف کرنا اپنے گناہوں کو مٹانے کے ایک ذریعہ کے طور پر کام کر سکتا ہے، جس سے فرد کو اللہ کے قریب لایا جا سکتا ہے۔

عملی اثرات

عملی لحاظ سے، اس کا مطلب یہ ہے کہ متاثرہ شخص یا اس کے اہل خانہ کے پاس مجرم کو معاف کرنے کا اختیار ہے، یا تو خون کی رقم (دیت) کے بدلے میں یا سراسر رحم کے بدلے میں۔ یہ آپشن رحم اور ہمدردی پر اسلامی زور کی عکاسی کرتا ہے، یہاں تک کہ انصاف کے انتظام میں بھی۔

قصوں کے نفاذ میں اسلامی حکمرانی کا کردار

اسلامی قانون محض مذہبی ہدایات کا ایک مجموعہ نہیں ہے۔ یہ ایک جامع قانونی نظام ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس لیے سے قصوں کا نفاذ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ ریاست کو انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانے کے ساتھ ساتھ معافی اور رحم کی اخلاقی اقدار کو فروغ دینے کا کام سونپا گیا ہے۔

قصاص کے لیے شرائط

قصاص کا اطلاق سرف سخت تر اٹک کے تحت کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، جرم جان بوجھ کر ہونا چاہیے، اور اس میں واضح ثبوت یا اعتراف ہونا چاہیے۔ جج کا کردار اس بات کا تعین کرنے میں اہم ہے کہ آیا قصاص کی شرائط پوری ہوتی ہیں اور جہاں ممکن ہو وہاں مفاہمت اور معافی کی حوصلہ افزائی ہو۔

متاثرہ خاندان کا کردار

قتل کے معاملات میں، متاثرہ خاندان مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ انہیں انتقام کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے، لیکن انہیں معافی پر غور کرنے کی بھی ترغیب دی جاتی ہے۔ حج یا ریاست متاثرہ کے خاندان کو رہنمائی ثالثی، یا یہاں تک کہ مادی مدد فراہم کر کے اس محمل کو آسان بنا سکتی ہے¹۔

آیت کی تاریخی اور مذہبی اہمیت

یہ آیت نہ صرف اس کے قانونی مضمرات بلکہ اس کے مذہبی اور تاریخی تناظر کے لیے بھی اہم ہے۔ یہ الہی قانون کے تسلسل کی عکاسی کرتا ہے کیونکہ یہ

1۔ فی ظلال القرآن، ۲: ۵۲۴۔

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ اللوح، شماره ۴، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء) تورات میں پائے جانے والے اصولوں کی تصدیق کرتا ہے جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق تبدیلیاں بھی متعارف کراتا ہے۔

الہی قانون کا ارتقاء

اگرچہ "آنکھ کے بدلے آنکھ" کے اصول کو برقرار رکھا گیا ہے، لیکن قرآن میں معافی کو کفارہ کے طور پر شامل کرنا الہی قانون میں ارتقاء کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ ہمدردی، رحم اور افراد اور معاشرے کی اخلاقی ترقی پر قرآن کے وسیع تر زور کی عکاسی کرتا ہے۔

مذہبی مضمرات

یہ آیت ایک سخت تنبیہ کے ساتھ اختتام پذیر ہوتی ہے: "اور جو اللہ نے جو نازل کیا ہے اس سے فیصلہ نہیں کرتا تو وہی ظالم ہیں۔" اس بیان کے گہرے مذہبی مضمرات ہیں، کیونکہ یہ انسانی فیصلے پر الہی قانون کی بالا دستی پر زور دیتا ہے۔ یہ ایک یاد دہانی کے طور پر بھی کام کرتا ہے کہ ابھی انصاف کو نافذ کرنے میں ناکامی نا انصاف کی ایک شکل ہے، جس کے اس زندگی اور آخرت میں سنگین نتائج ہو سکتے ہیں۔

معاصر اسلامی قانون میں اطلاق

جدید دور میں، خاص طور پر عصری قانونی نظام اور انسانی حقوق کے تناظر میں، اسلامی اسکالرز کے درمیان قصاص کا اطلاق بحث کا موضوع بنا ہوا ہے۔ کچھ اسلامی ممالک میں، قصاص اب بھی فوجداری انصاف کے نظام کے حصے کے طور پر نافذ کیے جاتے ہیں۔ تاہم، یہ عمل اکثر سخت قانونی طریقہ کار کے تابع ہوتا ہے اور بعض اوقات سزا کی متبادل شکلوں، جیسے قید یا جرمانے کے ذریعے اس کی تکمیل کی جاتی ہے، خاص طور پر جب معافی دی جاتی ہے۔

انسانی حقوق اور اسلامی قانون

قصاص کا اصول بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون کے تناظر میں بحث کا موضوع رہا ہے۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ یہ انسانی حقوق کے جدید اصولوں سے متصادم ہے، خاص طور پر سزائے موت اور جسمانی نقصان کے حوالے سے۔ تاہم، اسلامی قانون کے حامیوں کا استدلال ہے کہ قصاص انصاف کی ایک شکل ہے جو ان برادریوں کی اقدار کی عکاسی کرتی ہے جن پر یہ حکومت کرتا ہے اور یہ معافی اور مفاہمت کے امکان کی پیش کش کر کے ایک متوازن نقطہ نظر فراہم کرتا ہے۔ اسلامی فقہ کا کردار نئے مسائل اور چیلنجز سے نمٹنے کے لیے آزادی، یا آزادانہ استدلال کی اجازت دیتا ہے۔ سماجی تبدیلی بھی سائنس میں پیش رفت، اور انصاف اور انسانی حقوق کی ابھرتی ہوئی تقسیم جیسے عوامل پر غور کرتے ہوئے اسکالرز مصر می سیاق و سباق کی روشنی میں قصاص کے اصولوں کی دوبارہ تشریح کر سکتے ہیں۔

اسلامی اخلاقیات پر وسیع تر اثرات

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ اللوح، شماره ۴، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء)

اس کے قانونی مضمرات سے بالا تر، اس آیت کی وسیع تر اخلاقی اہمیت ہے۔ یہ انصاف، رحم اور انسانی زندگی کے تقدس سمیت اسلام کی بنیادی اقدار کی عکاسی کرتا ہے۔

انصاف اور مساوات

مساوی انتظام کا اصول اسلام میں انصاف اور مساوات کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ اس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ تمام انسان، ان کی سماجی حیثیت سے قطع نظر، قانون کی نظر میں برابر ہیں۔ یہ اصول جبر اور عدم مساوات کے نظام کو چیلنج کرتا ہے، ایک ایسے منصفانہ معاشرے کو فروغ دیتا ہے جہاں تمام افراد کے حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے۔

رحمت اور معافی

معافی کی حوصلہ افزائی رحمت کی اسلامی قدر کی عکاسی کرتی ہے، جو اللہ کی ایک مرکزی صفت ہے۔ معافی کی پیشکش سے، افراد ذاتی شکایات سے بالاتر ہو سکتے ہیں اور سماجی ہم آہنگی میں حصہ ڈال سکتے ہیں۔ یہ تعلیم مفاہمت کی ثقافت کو بھی فروغ دیتی ہے۔ جہاں تنازعات کو صرف انتقام کے بجائے افہام و تفہیم اور ہمدردی کے ذریعے حل کیا جاتا ہے۔

انسانی زندگی کا تقدس

"زندگی کے لیے زندگی" پر زور اسلام میں انسانی زندگی کے تقدس کو اجاگر کرتا ہے۔ قرآن سکھاتا ہے کہ بے انصاف طریقے سے جان لینا ایک سنگین گناہ ہے، اور قصاص کا اصول اس طرح کے جرائم کے خلاف روک تھام کا کام کرتا ہے۔ ایک ہی وقت میں، معافی کا اختیار انسانی تعلقات کی پیچیدگی اور چھٹکارے کے امکان کو تسلیم کرتا ہے۔

سورت المائدہ کی یہ آیت، انصاف، رحمت اور زندگی کے تقدس سے متعلق اسلامی اصولوں کا ایک گہرا اظہار ہے۔ یہ قصاص کے تصور کو سنگین جرائم کے لیے ایک منصفانہ اور متناسب رد عمل کے طور پر تصدیق کرتا ہے جبکہ معافی اور مفاہمت کی اخلاقی اور روحانی اقدار کو بھی بلند کرتا ہے۔ یہ آیت پہلے کے انکشافات سے الہی قانون کے تسلسل کی عکاسی کرتی ہے جبکہ اسلام کی وسیع تر تعلیمات کے مطابق منفرد پہلوؤں کو بھی متعارف کراتی ہے۔

عصری تناظر میں، خاص طور پر انسانی حقوق اور جدید قانونی نظام کے سلسلے میں قصاص کا اطلاق بحث کا موضوع بنا ہوا ہے۔ تاہم، اس آیت کی اخلاقی تعلیمات متعلقہ ہیں، کہ انصاف کو ہمدردی کے ساتھ کیسے متوازن کیا جائے، اور ایک ایسے منصفانہ معاشرے کی تشکیل کے بارے میں رہنمائی فراہم کرتی ہیں جو تمام افراد کے وقار اور حقوق کو برقرار رکھے۔

نتیجہ

اسلامی فقہ میں حفظ النفس محض ایک قانونی اصول نہیں ہے بلکہ انصاف، وقار اور سماجی بہبود کو یقینی بنانے کے لیے ایک جامع فریم ورک ہے۔ فی ظلال القرآن میں اپنی تفسیر کے ذریعے، سید قطب اس تصور کی اخلاقی، سماجی اور

فی ظلال القرآن کے تناظر میں حفظ النفس کا تحقیقی تجزیہ اللوح، شماره ۳، جلد ۱، (جنوری تا جون ۲۰۲۵ء)

سیاسی جہتوں پر زور دے کر تحفظ زندگی کی روایتی تفہیم کو وسعت دیتے ہیں¹۔ وہ دلیل دیتے ہیں کہ زندگی کا حقیقی تحفظ صرف اس معاشرے میں ممکن ہے جو انصاف کو برقرار رکھے، جبر کا خاتمہ کرے اور تمام افراد کے لیے معاشی اور سماجی استحکام کو یقینی بنائے۔ اس مضمون میں زیر بحث قرآنی آیات، قطب کی تفسیر کے ساتھ، حفظ النفس اور وسیع تر اسلامی حکومت کے درمیان گہرے تعلق کو اجاگر کرتی ہیں۔ ان کا وژن ہر قسم کی ناانصافی کے خلاف ایک فعال جدوجہد کا مطالبہ کرتا ہے جو انسانی زندگی کو خطرہ لاحق ہے، چاہے ظالمانہ حکمرانی، معاشی تفاوت، یا اخلاقی تنزلی کے ذریعے²۔ یہ تجزیہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ زندگی کے تحفظ کے لیے اسلام کا نقطہ نظر غیر فعال نہیں ہے بلکہ ایک ایسا نظام قائم کرنے کے لیے مسلسل کوششوں کا متقاضی ہے جہاں ہر فرد کی زندگی کی قدر، حفاظت اور الہی رہنمائی میں پرورش کی جائے۔

اسلامی قانون میں حفظ النفس کے اطلاقات

- غیر منصفانہ قتل کی ممانعت - اسلامی قانون قتل کو سختی سے منع کرتا ہے اور انصاف کو یقینی بنانے اور تشدد کو روکنے کے لیے قصاص (انتقام) یا دیت (خون کی رقم) کو نافذ کرتا ہے۔
- اپنے دفاع کا حق - افراد اور کمیونٹیز کو معصوم جانوں کے تحفظ کو یقینی بناتے ہوئے نقصان، جبر اور جارحیت کے خلاف اپنا دفاع کرنے کا حق دیا گیا ہے۔
- خودکشی اور خود کو نقصان پہنچانے کی ممانعت - اسلام زندگی کو ایک الہی امانت سمجھتا ہے اور خودکشی، منشیات کے استعمال اور ایسے لاپرواہ رویے سے منع کرتا ہے جو کسی کی فلاح و بہبود کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔
- صحت کی دیکھ بھال تک رسائی - طبی علاج، احتیاطی نگہداشت اور بیماریوں پر قابو پانے کو یقینی بنانا اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے، جس میں زندگی کے تحفظ کے فرض پر زور دیا گیا ہے۔
- ظلم کے خلاف تحفظ - اسلام انصاف کو فروغ دیتا ہے، ظلم سے منع کرتا ہے، اور ایسے قوانین کو برقرار رکھتا ہے جو سماجی اور سیاسی ناانصافی کو روکتے ہیں، کیونکہ یہ براہ راست انسانی جان اور وقار کو خطرہ ہیں۔

1- سید قطب شہید، فی ظلال القرآن، مترجم شیرازی معروف شاہ سید، لاہور ادارہ منشورات اسلامی

2- سید کتب شہید حیات و خدمات، آصف علی، www.mazameen.com ۱۹ فروری ۲۰۱۸ء